پیام اقبالBahria Research Journal on Iqbal Studies (BRJIS)
2(2), 26-33, 2023

امامت وقیادت کا تصور اور نظریہ اقبالؒ: ایک تحقیقی مطالعہ

The Concept of Imamat and Leadership and Iqbal's Theory: A Research Study

Syed Muhammad Nasim Sarwer
Government Degree Boys College, Karachi
nasim.sarwer@gmail.com

Abstract

Allama Muhammad Iqbal's prose or poetry contains the message of the Qur'an and Hadith. The vision he gave to the Islamic nation on religious, moral, social, political and economic principles in the light of the Qur'an and Hadith provides a way for the development of the nation. For this reason, Iqbal is known as "حکیم الامت" and "شاعر مشرق". In Allama Iqbal's thought, every aspect of movement and action is visible. He invited the Nation of Islam that the identity and survival of the Ummah is not possible without *Imamat* and leadership. The main objective of this research is to highlight the importance of *Imamat* and leadership in the light of Iqbal's thoughts in the current era with reference to the decline of the Muslim Ummah and to determine the future course of action. To examine what qualities are necessary for *Imamat* and leadership. Qualitative methods were used to awaken the Muslim Ummah and make them realize their position and status and duty of *Imamat* and leadership. Data for this study was collected through comprehensive research and survey of Iqbal's work through both print and online sources, mainly research articles, literary journals and books. The analysis of the study is that Iqbal gives a message to the youth of the Ummah that the reason for the decline of the Muslim Ummah today is that there is no leader of the Islamic Nation. They want to see the youth as شاہین and مرد مومن, who will move forward as leaders and end the decline of the Ummah and give the Ummah new life, new energy and development.

Keywords: Allama Iqbal, *Imamat*, Leadership, Muslim Ummah, Muslim duty, *Shaheen*, youth

کلیدی الفاظ: علامہ اقبالؒ، امامت، قیادت، امت مسلمہ، فرض منصبی، شاہین، نوجوان

امت کا تصور بغیر امامت کے ممکن نہیں ہے. خالق کائنات نے نے پہلا انسان بھی اسی بنیاد پر بھیجا کہ وہ امام تھا۔ امامت و قیادت اتنی اہمیت کے حامل ہے کہ اس دنیا میں پہلا انسان بھی اللہ نے رہنما کے طور پر بھیجا اور اس سلسلے کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اللہ کے رسول ﷺ جو اللہ کی طرف سے امامت و قیادت کے اس سلسلۃ الذھب کی کڑی میں آخری کڑی یعنی آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کردی کہ یہ نبوت کا سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے مگر یہ کار نبوت، امامت و قیادت یعنی رہنمائی کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

تصورامت بہت جامع و اہم تصّور ہے۔ امت کی امامت و قیادت دراصل امت کی رخ زندگی کو طے کرتا ہے۔ صحیح رخ کا انتخاب، اس میں رہنمائی اور ہدایات یہی تو فرد کی انفرادی زندگی کو ربط دے کر اجتماعیت میں اور قوم کی اجتماعی زندگی کو بقاء کی طرف گامزن رکھنے میں اصل کردار ادا کرتی ہے۔

فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں (1)

حقیقت امامت

انسانی زندگی حرکت و عمل کا نام ہے۔ علامہ اقبالؒ کی فکر میں حرکت و عمل کا ہر پہلو نظر آتا ہے۔ آپ نے ملت اسلامیہ کو اسی حرکت و عمل کی دعوت دی۔ امت کی شناخت و بقاء، امامت و قیادت کے بغیر ممکن نہیں۔ امام صحیح سمت کا تعین کرنے والا ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ امامت کے متعلق صاحب اسرار ہیں اور وہ امت کو واقف اسرار کرنا چاہتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ علامہؒ امامت کے عنوان سے امامت کی حقیقت اور باریک بینی کو حقیقت پسندی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ تیرے عہد کا سچا امام وہی ہے جو تجھے موجودہ زمانے کے حالات سے بیزار کر دے تیرے دل میں اسلامی ماحول کے لئے عشق شیفتگی کی ایسی آگ لگا دے کہ تو موجودہ دور کو بدلے بغیر ایک دم بھی چین نہ لے۔(2)

علامہ اقبالؒ امامت و قیادت کی حقیقت سے آشنا تھے اور وہ چاہتے تھے کہ امت بھی اس امامت کی وصف حقیقی سے آشنا ہو جائے۔

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے (3)

اقبالؒ کہتے ہیں تو نے مجھ سے قوموں کے راہبر ہونے کی حقیقت پوچھی ہے۔ یعنی یہ پوچھا ہے کہ جو شخص ملت کا امام بننے کے قابل ہے اس میں کیا خصوصیات ہونی چاہئیں۔ خدا کرے تو بھی میری طرح بھیدوں کا جاننے والا بن جائے۔ جان لو کہ تمہارے زمانے کا سچا امام وہی شخص ہو سکتا ہے جو تجھے عہد حاضر کی تمام قباحتوں سے بیزار کر کے اور ظاہر پرستی سے نکال کر حقیقت پسند بنا دے۔ اسی طرح تیرے دل میں مغربی تہذیب کی پیدا کردہ برائیوں کے مقابلے میں اسلامی اقدار و عقائد صحت کے ساتھ پیدا کر دے۔

اقبالؒ کے نزدیک امامت و قیادت کا کام زندگی کی حقیقت سے روشناس کرانا ہے اور وہ حقیقت شہادت کے ساتھ مربوط ہے۔ اقبالؒ کے مطابق سچے امام کا ایک نشان یہ ہے کہ اے مسلمان تیرے دل میں اس عظیم الشان نقصان کا احساس پیدا کر دے جس کا نشانہ تو صدیوں سے بنا چلا آرہا ہے۔ نقصان کا احساس ہو جائے تو تیرا لہو گرما جائے گا تو نقصان کی تلافی کے لئے تیار ہو جائے گا امام برحق ہی تجھے درویشی کی سان پر چڑھا کر وہ تلوار بنا سکتا ہے جو باطل کی صفوں کو کاٹ کر رکھ دے۔(4)

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے (5)

علامہ اقبال اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ امام برحق یہ خصوصیات بھی رکھتا ہو کہ تجھے موت کے پس پردہ حقیقت کا اور محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا کر تیرا جینا مشکل کر دے اور تیرے اندر ہر وقت یہ خواہش رہے کہ میں شہادت کا مرتبہ پا کر جلد اپنے محبوب سے جا ملوں۔ امام برحق کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تجھے تیرے اس نقصان کا جو مسلمانوں کو صدیوں سے پہنچ رہا ہے احساس دلا کر تیرے لہو کو گرم کر دے اور تجھ میں اس نقصان کو پورا کرنے کا احساس پیدا کر دے اور تیری زندگی کو فقر کی سان پر چڑھا کر تلوار کی طرح تیز کر دے۔ ایسی تلوار بنا دے جو باطل کو کاٹ کر رکھ دے۔ فقر، اقبالؒ کے نزدیک وہ جوہر ہے جو مسلمان کو صحیح مسلمان بناتا ہے۔

اسلامی تصوّر امامت

فکر اقبالؒ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وجودِ ملت کے لیے امامت کتنی ضروری ہے۔ ملت کی اجتماعی ہیت اور اس کی عظمت کی بنیاد پر امامت و قیادت کا انحصار ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر تصوّر قوم و ملت، عظمت و سربلند ہو اسی قدر تصورِ امامت بھی اعلیٰ و ارفع ہونا چاہیے۔ علامہؒ قرآن کے اس اعلان سے بخوبی واقف تھے جو قرآن نے اس امت کے متعلق کیا تھا: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (6) (ترجمہ: تم بہترین اُمت ہو)۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تفسیر عثمانی میں رقمطراز ہیں کہ امت مسلمہ کی اہم ترین فضیلت یعنی تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے۔ ایسا ہی ہم نے تم کو سب اُمتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبرؐ کو سب پیغمبروں سے کامل برگزیدہ کیا تاکہ تم اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تمام اُمتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول شہادت قرار دیئے جاؤ (7) وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا (8) (ترجمہ: اِسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امتّ وَسط بنایا ہے)۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں یہ اُمتّ ِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اعلان ہے۔ "اسی طرح" کا اشارہ دونوں طرف ہے: اللہ کی اس رہنمائی کی طرف بھی، جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی قبول کرنے والوں کو سیدھی راہ معلوم ہوئی اور وہ ترقی کرتے کرتے اس مرتبے پر پہنچے کہ "امت وسط" قرار دیے گئے، اور تحویلِ قبلہ کی طرف بھی کہ نادان اسے محض ایک سمت سے دُوسری سمت کی طرف پھرنا سمجھ رہے ہیں، حالانکہ دراصل بیت المقدس سے کعبے کی طرف سمت قبلہ کا پھرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو دنیا کی پیشوائی کے منصب سے باضابطہ معزُول کیا اور امت محمدیہ کو اس پر فائز کر دیا۔ امت وسط کا لفظ اس قدر وسیع معنویت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کسی دُوسرے لفظ سے اس کے ترجمے کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد ایک ایسا اعلیٰ اور اشرف گروہ ہے، جو عدل و انصاف اور توسّط کی روش پر قائم ہو، جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو۔ (9) اسی طرح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مثل بارش کہا ہے۔ ایک طرف یہ رب کریم کی طرف سے رحمت و نعمت کے طور پر بارش کے مثل اور دوسری طرف یہ لوگوں کے لیے پیغام الٰہی کے پہنچانے میں مثل بارش ہیں۔ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ (10) (ترجمہ: میری امت کی مثال بارش کے قطروں کی طرح ہے)۔

امامت پر سرفراز کیے جانے کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں صاحب تفہیم القرآنؒ وضاحت فرماتے ہیں۔ اس طرح کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر مامور ہونا ہی درحقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا جانا ہے۔ اس میں جہاں فضیلت اور سرفرازی ہے وہیں ذمّہ داری کا بہت بڑا بار بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمّت کے لیے خدا ترسی، راست روی، عدالت اور حق پرستی کی زندہ شہادت بنے، اسی طرح اس اُمّت کو بھی تمام دنیا کے لیے زندہ شہادت بننا چاہیے، حتّٰی کہ اس کے قول اور عمل اور برتاؤ، ہر چیز کو دیکھ کر دنیا کو معلوم ہو کہ خدا ترسی اس کا نام ہے، راست روی یہ ہے، عدالت اس کو کہتے ہیں اور حق پرستی ایسی ہوتی ہے۔ پھر اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ جس طرح خدا کی ہدایت ہم تک پہنچانے کے لیے رسُول اللہ ﷺ کی ذمّہ داری بڑی

سخت تھی، حتٰی کہ اگر وہ اس میں ذرا سی کوتاہی بھی کرتے تو خدا کے ہاں ماخوذ ہوتے، اسی طرح دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی نہایت سخت ذمّہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔(11)

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ قرآن وحدیث کی اس روح حقیقی سے آشنا تھے۔یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبالؒ مسلم امہ کی شناخت کو اغیار کے ساتھ مطابقت کرنے سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رُسولِ ہاشمی (12)

ترکیب خاص ایمان ویقین کے ساتھ مرکب ہے اور یقین تعمیر ملت وبقائے ملت کے لیے ضروری ہے۔

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ مِلّت ہے
یہی قوّت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ مِلّت ہے (13)

الحاد کا کام ہی شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے۔تشکیک کے اس دور میں دشمن کا سب سے بڑا حربہ نئی نسل کو خود ملامتی اور خود شکستگی سے دوچار کرنا ہے۔جب کہ ایمان، یقین کی قوت کا نام ہے اور ایمان ہی ہمارے اسلام کی بنیاد ہے جس کو اقبال نے ملت کے تقدیر کی قوت کہا ہے۔

قیادت کے اوصاف

قیادت کا بنیادی مقصد افراد کی صحیح سمت رہنمائی اور ان کے مسائل کا آسان حل فراہم کرنا ہوتا ہے۔بہترین قیادت نہ صرف مسائل کے حل میں ہمیشہ مستعد و سرگرم رہتی ہے بلکہ اجتماعیت کی خوشحالی اور ترقی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔قیادت متعین مقاصد کے حصول کے لئے گامزن رہنے اور اجتماعیت کو صحیح نہج پر استوار کرنے کا نام ہے۔اعلیٰ اخلاق و کردار کے مجموعہ کو امامت وقیادت کہتے ہیں۔

امامت وقیادت ایسی ہونی چاہئے جو بلند نگاہ کی حامل ہو۔بلند نگاہی یہ ہے کہ وہ قیادت ایک نظر میں معاملے کی تہ تک پہنچ جانے کے ساتھ ساتھ دور اندیش اور معاملہ فہم ہو۔اس کی منصوبہ بندی اتنی بہترین ہو کہ کامیابی اس کے قدم چومے۔وہ ہر معاملے میں اعلیٰ معیار کو سامنے رکھ کر اس کی ذمہ داری کو سرانجام دینے کا داعیہ رکھتا ہو۔اپنی منزل پر نگاہ رکھنے اور اس کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے والا ہو۔اسی طرح قائد دلیر اور شجاع ہوتا ہے کیونکہ قیادت کوئی آسان کام نہیں ہے ثابت قدمی ہی کے نتیجے میں وہ مردہ قوم کی زندگی میں ایک نئی روح پھونک سکتا ہے۔ ایسی ہی قیادت لیے ہی اقبالؒ نے کہا تھا۔

نِگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے (14)

واجد رضوی دانائے راز میں لکھتے ہیں بزدلی سے زندگی کا جوہر اپنی تابناکی کھو دیتا ہے اور آرام پسندی سے شخصیت کمزور پڑ جاتی ہے۔ اصلی زندگی کشمکش میں مضمر ہے۔شخصیت کی بلندی شجاعت اور جرات میں پوشیدہ ہے۔کوئی مہم دلیری کے بغیر طے نہیں ہو سکتی۔کوئی مشکل جانبازی کے بغیر حل نہیں ہو سکتی۔(15)امامت وقیادت ہر طرح کے دروغ مصلحت آمیز کو روباہی سمجھتا ہے اور تختہ دار پر بھی حق گوئی وہ بے باکی کو قائم رکھتا ہے۔

آئینِ جوانمرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی (16)

موجودہ عالمی تناظر میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ نڈر اور بے باک قیادت و امامت کا فقدان ہے۔

قیادت کی اہمیت اسی طرح ہے جیسے جسم انسانی میں دل و دماغ، جو پورے جسم کو خون پہنچانے اور غور و فکر کا کام انجام دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح قیادت پوری قوم و ملت کی بقا کا علمبردار ہوتا ہے۔ سرور دو عالم ﷺ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جنہوں نے عرب کی ساری زمین ہلادی، سب کچھ بدل کر رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت تمام صحابہ کرامؓ کے لیے سب سے بڑا سانحہ تھا، حالت غم میں ہونے کے باوجود قیادت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے قیادت کا انتخاب کیا۔ عالم اسلام کی اس وقت اضطرابی کیفیت اور دگر گوں حالت قیادت سے خالی ہونے کی وجہ سے ہے۔(17)

ہنوز ایں چرخ نیلی کج خرام است
این کاروان دور از مقام است
ز کار بی نظام او چہ گویم؟
تو میدانی کہ ملت بی امام است (18)

ترجمہ: ابھی تک آسمان ٹیڑھی چال چل رہا ہے۔ ابھی تک یہ قافلہ (مسلمانوں کا) اپنے اصل مقام سے دور ہے۔ میں اس کی زندگی کے بے ترتیب کام سے متعلق کیا کہوں۔ تو جانتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا کوئی رہنما نہیں ہے۔

امامت کبریٰ

اقبالؒ کا ہمیشہ سے مطمع نظر امامت کبریٰ ہی رہا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ امامت کبریٰ اور امامت صغریٰ کو الگ کر کے واضح کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ قوموں کی امامت اصل میں امامت کبریٰ ہے اور اسی طرح سے نماز پڑھانے والے کی امامت یہ امامت صغریٰ ہے۔ اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں کی خاصی تعداد معرفتِ امام سے محروم رہ گئی۔ جب بھی کسی عام مسلمان کے قلب و ذہن میں امامت کے متعلق تصور اٹھا تو اس کے ذہن میں امامت کا عامیانہ تصور ہی گھومتا رہا۔ اس عامیانہ تصورِ امامت کو علامہ اقبالؒ نے اپنے ان اشعار میں پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے۔

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام! (19)

اقبالؒ کے نزدیک ملت اسلامیہ کا امام، مسلمانوں کو دنیادار حکمرانوں کی پرستش اور اطاعت کی تلقین نہیں کر سکتا اگر ایسا ہو تو جان لو کہ اس کی رہبری عالم اسلام کے لیے بہت بڑا فتنہ ہے۔

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے (20)

سیرت مرد مومن

اقبالؒ کا مرد مومن نطشے کے سپر مین کے برعکس ہے مافوق البشر نہیں ہے۔ مرد مومن کی سیرت میں حلقہ یاراں میں نرمی اور رزم حق و باطل میں سختی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ وہ درد مند دل رکھنے والا ہوتا ہے۔ ہر طرح کے غرض سے پاک اور نفسانیت سے خالی ہوتا ہے۔

اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نِگہ دل نواز
نرم دمِ گُفتگو، گرم دمِ جُستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز (21)

مرد مومن جری، نڈر اور حق گو ہوتا ہے۔ اسے طاغوتی قوتیں ڈرا سکتی ہیں نہ موت۔ وہ ایمان کی قوت سے حق کا امین ہوتا ہے۔ غرض کہ اقبالؒ کا مرد مومن ان تمام خصوصیات کا حامل ہے جو قرآن و سنت اسے عطا کرتا ہے۔ اسی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ اقبالؒ کا مرد مومن ہی اصل میں وہ امام و قائد ہے جس کی امامت اور قیادت کی ضرورت امت کو ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زور بازو کا!
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (22)

حصول علم اور امامت و قیادت

حکیم الامّت علامہ محمد اقبالؒ ایک طرف قوم کو امامت و قیادت کی اہمیت دلاتے ہیں تو دوسری طرف مایوسی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں امید کی ایسی شمع جلاتے ہیں جو پژمردہ اور یاسیت میں ڈوبے قلوب و اذہان کو حیاتِ نو کا پیغام دیتی ہے۔ اقبال یہ بتاتے ہیں کہ جو چیز جتنی اہمیت کی حامل ہے اس کے لیے حالات چاہے کتنے ہی مشکل اور اعصاب شکن کیوں نہ ہوں جہد مسلسل سے تبدیل ہو سکتی ہے۔

نہیں ہے ناامید اقبالؔ اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی (23)

اقبالؒ اس حقیقت کو آشکار کرتے ہیں ملت اسلامیہ کی مٹی بہت زرخیز ہے اور اگر اس کو علم و عمل کے بارش سے نرم کر لیا جائے تو خزاں، بہار میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی قوم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی ہے۔ تعلیم سے ہر مسئلہ دور ہو سکتا ہے اور اگر تعلیم نہیں ہے تو سارے مسائل درآئیں گے۔ آج مسلمانوں کی جو یہ حالت ہے وہ صرف تعلیمی پسماندگی کی وجہ سے ہے۔ اقبالؒ اسی حقیقی تعلیم کی اہمیت بتاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس دور میں تعلیم ہے امراض ملت کی دوا
ہے خون فاسد کے لئے تعلیم مثل نیشتر (24)

خلاصہ

حرکت و عمل سے انسانی زندگی مرکب ہے۔ علامہ اقبالؒ کی فکر میں حرکت و عمل کا ہر پہلو نظر آتا ہے۔ آپ نے ملت اسلامیہ کو یہ دعوت دی کہ امت کی شناخت و بقاء، امامت و قیادت کے بغیر ممکن نہیں۔ بغیر امامت، امت کا تصور ایسا ہی ہے جیسے بغیر سر کے جسم۔ امام صحیح سمت کا تعین کرنے والا ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کو اس بات کا یقین تھا کہ جب تک دنیا کی امامت و قیادت مرد مومن کے ہاتھوں میں نہیں آئے گی اس وقت تک انسانیت ہلاکت و بربادی سے دوچار ہوتی رہے گی۔ اقبالؒ نے ہمیشہ اپنی شاعری کے ذریعہ امت مسلمہ کو بیدار کرنے اور ان کے مقام و مرتبہ اور فرض منصبی کا احساس دلایا ہے۔ تاریخِ عالم شاہد ہے کہ دنیا بھر کی تمام بڑی تحریکیں اور انقلابات، امامت و قیادت کے اخلاص، جواں عزم اور جذبہ قربانی کا کرشمہ ہیں۔ اقبالؒ یہ جانتے تھے کہ یہ نوجوان طالب علم اگر اپنے اس سبق پر عمل پیرا ہو جائیں جو بحیثیت مسلمان ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سکھایا ہے، تو پھر یہ نوجوان اس قابل ہوں گے کہ امت کی رہنمائی کر سکیں۔

اسی لئے اقبالؒ امت کے نوجوانوں کو اپنا مخاطب بنا کر ان سے امت کی قیادت و سیادت سنبھالنے اور خواب غفلت سے بیدار ہونے کی دردمندانہ اپیل کرتے ہیں۔ ان کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ افرنگی صوفے اور ایرانی قالین پر یہ آرام کرنے کا وقت نہیں ہے۔ تن آسانی اور عیش پسندی چھوڑو اور اپنے فرض منصبی امامت کو سنبھالنے کے لیے صداقت، عدالت و شجاعت کے سبق کا اچھی طرح اعادہ کرو۔ امت کے پستی کا مداوا کرو، تاکہ امت کو نئی زندگی، نئی توانائی اور عروج عطاء ہو۔

سبَق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (25)

حوالہ جات

1۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بانگ درا" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:144

2۔ مہر، غلام رسول، مطالب ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1972، ص:62

3۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "ضرب کلیم "الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:44

4۔ مہر، غلام رسول، مطالب ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1972، ص:63

5۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "ضرب کلیم "الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:44

6۔ آل عمرآن:110

7۔ عثمانیؒ، علامہ شبیر احمد، تفسیر عثمانی، دار الاشاعت کراچی 1993، ص:109 جلد1

8۔ البقرہ:143

9۔ مودودیؒ، سید ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2008، ص:119 ج:1

10۔ ترمذیؒ، امام ابوعیسی محمد بن عیسی، السنن ترمذی، (الریاض، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، 1417ھ) کتاب الأمثال، باب مثل الصلوات الخمس، ص642، حدیث 2869

11۔ مودودیؒ، سید ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2008، ص:119 ج:1

12۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بانگ درا" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:190

13۔ ایضا، ص:211

14۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بال جبریل "الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:38

15۔ واجد رضوی، دانائے راز، مقبول اکیڈمی، لاہور،، 196، ص:128

16۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بال جبریل" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:44
17۔ سرور، ڈاکٹر سید محمد نسیم، امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے مدارج ایک علمی و تحقیقی مطالعہ، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی 2010، پی ایچ ڈی مقالہ غیر مطبوعہ، صفحہ نمبر 249
18۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "ارمغان حجاز" شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1955، ص:54
19۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "ضرب کلیم" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:24
20۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "ضرب کلیم" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:44
21۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بال جبریل" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:77
22۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بانگ درا" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:209
23۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بال جبریل" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:8
24۔ محمد اقبالؒ، علامہ: "بانگ درا" الفیصل ناشران اینڈ تاجران، لاہور، 1998، ص:186
25۔ ایضا، ص:208